(S_1999_1_435_441)

سپریم کورٹ رپورٹس (1999) SUPP. 1 ایس سی آر

رئیس احمد

بنام

ریاست یو پی اور دیگران

13 اگست 1999

(ایس۔صغیر احمد اور ڈی۔پی۔وادھوا، جسٹسز)

آئین ہند، 1950 - دفعہ 225 - الہ آباد عدالت عالیہ - عدالت کے قواعد 1952 - باب 6 قاعدہ 15 - اپیل کنندہ کی طرف سے دائر عرضی درخواست - اپیل کنندہ کے وکیل کی غیر موجودگی میں میرٹ کی بنیاد پر خارج - چیف جسٹس کی طرف سے پہلے ہی دی گئی غیر حاضری کی اجازت - وکیل کے ذریعہ بھیجی گئی بیماری کی پرچی عدالت کے علم میں نہیں لائی گئی - کیا میرٹ کی بنیاد پر عرضی درخواست کی برخاستگی درست ہے؟ منعقد، نہیں۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے ان کے معاملوں کو ملتوی کرنے کی مانگ کی تھی اور بیماری کی پرچی عدالت عالیہ کو بھیجی تھی۔ چیف جسٹس نے اپیل کنندہ کے وکیل کی بیماری کی بنیاد پر 23 اپریل 1996 تک کی مدت کے لیے سماعت ملتوی کرنے کی درخواست منظور کی تھی۔

اپیل کنندہ کی جانب سے عدالت میں دائر کی گئی عرضی درخواست 24 اپریل 1996 کو بیماری کی پرچی کے باوجود ان کے وکیل کی غیر موجودگی میں میرٹ کی بنیاد پر خارج کر دی گئی تھی۔ حکم کو رد کرنے کی درخواست کو عدالت عالیہ نے خارج کر دیا تھا۔

عدالت عالیہ نے درخواست کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کنندہ کے وکیل کی جانب سے بھیجی گئی 'بیماری کی پرچی' کو عدالت کے نوٹس میں نہیں لایا گیا تھا۔

اس عدالت میں دائر اپیل میں اپیل کنندہ نے موقف اختیار کیا کہ اگر اپیل کنندہ کے وکیل کی جانب سے بھیجی گئی بیماری کی پرچی عدالت کے نوٹس میں نہ لانے میں عدالت کے دفتر کی غلطی ہے تو اپیل گزار کو تکلیف نہیں پہنچائی جاسکتی اور اس صورت میں عدالت عالیہ اپنے بنیادی اختیارات کے تحت غلط حکم واپس لینے کے اپنے دائرہ اختیار کو برقرار رکھے گی۔ عدالت عالیہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست پر غور کرتے ہوئے آئینی اختیارات کا استعمال کیا اور اس لئے اگر اپیل کنندہ کے وکیل کی غیر موجودگی میں عرضی درخواست کے میرٹ پر غور کیا گیا تو بھی اس بنیاد پر دیا گیا فیصلہ واپس لیا جاسکتا ہے۔

مدعا علیہ نے دلیل دی کہ" بیماری کی پرچی" کی بنیاد پر وکیل کو دستیاب التوا کی سہولت ایک ایسی سہولت ہے جس کا زیادہ بار غلط استعمال کیا گیا ہے تا کہ ایک بار حاصل ہونے والے عبوری احکامات کو طویل عرصے تک جاری رکھا جائے اور اس بنیاد پر التوا کی سہولت کو ختم کیا جائے تا کہ مدعی جس کا وکیل بیمار ہو گیا ہو، متبادل انتظام کر سکتے ہیں اور کیس کی سماعت متاثر نہیں ہو سکتی ہے۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقدہ: 1۔ چونکہ چیف جسٹس کی جانب سے 23 اپریل 1996 تک وکیل کو غیر حاضری کی چھٹی دی جا چکی تھی، اس لیے یہ بات بالکل قابل فہم ہے کہ 24 اپریل 1996 کو جب کیس درج کیا گیا تو وکیل کی طبیعت اب بھی خراب تھی اور وہ عدالت میں نہیں آسکتے تھے، اس لیے وہ اعلیٰ اور اعلیٰ روایت کے مطابق کیس نہیں چلا سکتے تھے۔ اس وکیل کی" بیماری کی پرچی" پر سماعت ملتوی کی جانی چاہیے تھی۔ ایسا نہ کرنے کے نتیجے میں انصاف کی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے۔ [441-بی-سی]

2. ملک میں مدعی عام طور پر غریب (کسان) ہوتے ہیں جو دیہی علاقوں سے آتے ہیں یا وہ سرکاری ملازم ہوتے ہیں یا کسی صنعتی ادارے یا اسی طرح کے دیگر اداروں میں کام کرتے ہیں اور وہ کسی

دوسرے وکیل کی خدمات حاصل کرنے کی آسائش کا انتظام نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ استحقاق صرف مرکزی یا ریاستی حکومتوں کو حاصل ہے جن کے پاس نہ صرف اسٹینڈنگ کاونسل بلکہ اسٹینڈ بائی کاونسل بھی ہے۔ لہٰذا مدعا علیہ کی دلیل کو مضحکہ خیز اور نامناسب قرار دے کر مسترد کیا جاتا ہے۔ [440-جی-ایچ]

3. عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور فریقین کے وکیل کو سماعت کا موقع دینے کے بعد قانون کے مطابق عرضی درخواست کے نئے فیصلے کے لئے کیس عدالت عالیہ کو بھیج دیا جاتا ہے۔ [441-ڈی-ای]

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار: 1999 کی دیوانی اپیل نمبر 4446۔

1996 کے سی۔ ایم۔ اے نمبر 32328 میں الہ آباد عدالت عالیہ کے 27.8.97 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ڈبلیو۔ اے۔ نورمانی اور ایس۔ کے۔ مشرا۔

جواب دہندگان کی طرف سے آر۔ سی۔ ورما، کملند رمشرا، چتانیا سدھارتھ اور آر۔ بی۔ مشرا شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

ایس صغیر احمد، جسٹس۔ اجازت دے دی گئی۔

الہ آباد عدالت عالیہ میں اپیل کنندہ کی عرضی درخواست جو 24.4.1996 کو درج کی گئی تھی، اس کے وکیل کی غیر موجودگی میں نمٹا دی گئی اور میرٹ کی بنیاد پر خارج کر دی گئی۔ اس کے بعد 24.4.1996 کے حکم کو منسوخ کرنے کے لئے دائر کی گئی درخواست کو 27.8.1997 کو خارج کر دیا گیا تھا۔ اس حکم کے خلاف ہی موجودہ اپیل دائر کی گئی ہے۔ جس عرضی درخواست میں مذکورہ حکم جاری کیا گیا تھا اسے

24.4.1996 کو عدالت عالیہ کے سامنے درج کیا گیا تھا۔اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل نے" بیماری کی پرچی" بھیجی تھی۔اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وکیل بیمار تھا۔اس بات میں بھی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ الہ آباد عدالت عالیہ کے چیف جسٹس نے اپیل کنندہ کے وکیل کی درخواست منظور کی تھی کہ ان کے بیمار ہونے کی بنیاد پر ان کے معاملوں کو ملتوی کر دیا جائے۔تاہم عدالت نے کیس کی سماعت ملتوی نہیں کی اور اپیل کنندہ کے وکیل کی عدم موجودگی میں میرٹ کی بنیاد پر عرضی درخواست کی سماعت اور نمٹا دیا۔عرضی درخواست،جیسا کہ پہلے نشاندہی کی گئی تھی،بالآخر خارج کر دی گئی اور جب 24.4.1996 کے حکم کو واپس لینے کی درخواست دی گئی،تو عدالت عالیہ نے اسے بھی اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ اپیل کنندہ کے وکیل کی طرف سے بھیجی گئی" بیماری کی پرچی" عدالت کے نوٹس میں نہیں لائی گئی تھی۔عدالت نے یہ بھی کہا کہ عرضی درخواست کا فیصلہ میرٹ کی بنیاد پر کیا گیا ہے اس لیے اس حکم کو واپس لینے کا کوئی موقع نہیں ہے۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے دلیل دی ہے کہ اگر عدالت کے دفتر کی جانب سے عدالت کے نوٹس میں غلطی کی گئی ہے کہ اپیل کنندہ کے وکیل نے" بیماری کی پرچی" بھیجی ہے تو اپیل کنندہ کو تکلیف نہیں دی جا سکتی اور اس صورت میں عدالت عالیہ اپنے بنیادی اختیارات کے تحت غلط حکم واپس لینے کا اپنا دائرہ اختیار برقرار رکھے گا۔یہ بھی دلیل دی گئی ہے کہ عدالت عالیہ آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت عرضی درخواست پر غور کرتے ہوئے آئینی اختیارات کا استعمال کرتا ہے جو کسی رکاوٹ سے محروم نہیں ہیں اور لہذا،اگر اپیل کنندہ کے وکیل کی غیر موجودگی میں عرضی درخواست کے میرٹ پر غور کیا گیا تھا تو بھی اس بنیاد پر دیا گیا فیصلہ واپس لیا جا سکتا ہے۔

آئین کی دفعہ 225 مندرجہ ذیل ہے:

"موجودہ عدالت عالیاں کا دائرہ اختیار-اس آئین کی دفعات اور اس آئین کے ذریعہ مقننہ کو تفویض کردہ اختیارات کی بنیاد پر بنائے گئے مناسب مقننہ کے کسی بھی قانون کی دفعات کے تابع،کسی بھی موجودہ عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار اور اس کے زیر انتظام قانون،اور عدالت میں انصاف کے انتظام کے سلسلے میں اس کے ججوں کے متعلقہ اختیارات، جس میں عدالت کے قواعد و ضوابط بنانے اور عدالت کے اجلاس اور اس کے ارکان کے اکیلے یا ڈویژن عدالتوں میں بیٹھنے کو ریگولیٹ کرنے کا کوئی اختیار بھی شامل ہے،وہ اس آئین کے نفاذ سے فوراً پہلے جیسا ہی ہوگا:

[بشرطیکہ کسی بھی عدالت عالیہ کی جانب سے محصولات سے متعلق کسی بھی معاملے کے سلسلے میں اصل دائرہ اختیار کا استعمال یا اس آئین کے نفاذ سے فوراً پہلے اس کی وصولی کے حکم یا اس میں کیئے گئے کسی کام سے متعلق ہو، اب اس طرح کے دائرہ اختیار کے استعمال پر لاگو نہیں ہوگی۔)

اس آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ عدالت عالیہ کا دائرہ اختیار، اس میں چلائے جانے والے قانون اور انصاف کی فراہمی کے سلسلے میں ججوں کے متعلقہ اختیارات وہی ہوں گے جو آئین کے نفاذ سے فوراً پہلے تھے۔ اس طرح عدالت عالیہ کے اختیارات کو برقرار رکھا گیا ہے جیسا کہ وہ آئین سے پہلے تھے۔ اس طرح محفوظ کردہ اختیارات میں سے ایک عدالت کے قواعد بنانے اور عدالتوں کے اجلاس کو منظم کرنے کا اختیار ہے۔

آئین کے نافذ ہونے سے پہلے ہی الہ آباد عدالت عالیہ نے اپنے کاروبار وغیرہ کو ریگولیٹ کرنے کے لئے عدالت میں قواعد بنائے تھے۔ ہم اس تاریخ کا سراغ نہیں لگاسکیں گے کہ آیا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1915 کی دفعہ 108 کے تحت بنائے گئے قوانین موجود تھے یا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 کے تحت۔ موجودہ الہ آباد عدالت عالیہ کی تشکیل نو 1948 میں سابق اودھ چیف کورٹ کو عدالت عالیہ میں ضم کرنے پر کی گئی ہے۔ آئین کے آرٹیکل 225 کے تحت اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عدالت عالیہ نے" رولز آف کورٹ، 1952 " کے نام سے قواعد وضع کیے ہیں جو 1952.9.15 سے نافذ العمل ہیں۔ قواعد کے چھٹے باب میں مقدمات کی سماعت اور التوا کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس باب کا قاعدہ نمبر 15 درج ذیل ہے:

باب 6، قاعدہ 15 - مقدمات کی سماعت اور التوا (عدالت کے قواعد):

(1) چیف جسٹس کسی وکیل کی درخواست پر اپنے کیس کو اس وقت تک ملتوی کر سکتا ہے جسے وہ مناسب سمجھے، اگر وہ اس بات سے مطمئن ہو کہ شادی، موت اور بیماری یا کسی اور ناگزیر یا فوری وجہ سے ایسا التوا ضروری ہے۔

(2) اس قاعدے کے تحت درخواست کے ساتھ ان مقدمات کی فہرست بھی پیش کی جائے گی جو ملتوی کیے جانے کے خواہشمند ہیں جن میں اس موقع یا مواقع کی وضاحت کی جائے

گی جب اس قاعدے کے تحت اس طرح کا کوئی کیس پہلے ملتوی کیا گیا تھا۔ یہ ان معاملوں کی بھی نشاندہی کرے گا جن میں بینچ کے ذریعہ سماعت کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ اگر اس سلسلے میں کوئی کوتاہی یا غلطی کا پتہ چلتا ہے تو درخواست (یا اگر کوئی وکیل جس کی اس طرح کی درخواست منظور کی گئی ہے) عدالت کے کسی بھی بینچ یا کسی دوسری عدالت یا ٹریبونل کے سامنے پیش ہوا پایا جاتا ہے سوائے اس کے کہ کسی خاص عدالت یا ٹریبونل کے سامنے پیشی کی بنیاد پر ملتوی کرنے کا حکم دیا گیا ہو، کسی بھی صورت میں، چاہے وہ احکامات، داخلے یا سماعت کے لئے ہو، مقدمات کو ملتوی کرنے کی درخواست خود بخود مسترد کر دی جائے گی۔

آئین کے تحت چیف جسٹس کو خصوصی اختیار حاصل ہے کہ وہ مقدمات نمٹانے کے لیے مختلف ججوں میں عدالت کے کام کاج تقسیم کریں۔ یہ چیف جسٹس ہی ہیں جو ڈویژن بنچوں کی تشکیل اور فیصلہ کرتے ہیں یا جج جو اکیلے بیٹھیں گے۔ یہ ان کے انتظامی کاموں کا حصہ ہے۔ یہ قاعدہ چیف جسٹس کے انتظامی اختیارات کو نافذ کرتا ہے اور یہ چیف جسٹس کو مقدمات ملتوی کرنے کا اختیار دیتا ہے بشرطیکہ قواعد میں بیان کردہ بنیادوں پر انہیں درخواست دی جائے۔ یہ اختیار واضح طور پر چیف جسٹس کو دیا گیا ہے کہ وہ مقدمات کی فہرست میں سہولت فراہم کریں۔ اگر کوئی وکیل قواعد میں بیان کردہ وجوہات کی بنا پر، جس میں اس کی بیماری بھی شامل ہے، کسی خاص دن یا کسی خاص مدت کے لئے عدالت میں حاضر نہیں ہوسکتا ہے تو وہ چیف جسٹس کو درخواست دے سکتا ہے کہ اس کے مقدمات اس دن یا درخواست میں بیان کردہ مدت کے دوران درج نہیں ہو سکتے ہیں۔ ایک بار جب یہ درخواست منظور ہو جاتی ہے، تو رجسٹری کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ اس وکیل کے معاملات کو عدالت کے سامنے درج نہ کر کے اس حکم کو نافذ کرے۔ تاہم، اگر ایسا کیس غلطی سے درج کیا جاتا ہے، تو مدعی یا وکیل متاثر نہیں ہوسکتا ہے، اس کہاوت کے مطابق کہ" عدالت کی غلطی سے کسی مدعی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔

اس کیس میں اپیل کنندہ کے وکیل نے چیف جسٹس کو درخواست دی تھی کہ ان کے کیسز بیماری کی وجہ سے درج نہ کیے جائیں اور اس درخواست کو منظور کر لیا گیا اور اس لیے رجسٹری کی ذمہ داری ہے کہ وہ جن مقدمات میں بطور وکیل پیش ہو رہے تھے انہیں کسی بھی عدالت کے سامنے کازلسٹ میں نہ دکھایا جائے۔ اتفاق سے یہ کیس 24 اپریل 1996 کو کازلسٹ میں دکھایا گیا تھا اور اسے نمٹا دیا گیا تھا۔ اس حکم کو واپس لینے کی درخواست میں کہا گیا ہے کہ وکیل نے 'بیماری کی پرچی' بھیجی تھی، لیکن اس درخواست کو عدالت نے اس بنیاد پر

قبول نہیں کیا کہ بیماری کی پرچی عدالت کے نوٹس میں نہیں لائی گئی تھی ۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ یہ حقیقت کہ 'بیماری کی پرچی' عدالت کو بھیجی گئی تھی، متنازعہ نہیں ہے ۔متنازعہ بات یہ ہے کہ یہ معاملہ عدالت کے علم میں نہیں لایا گیا۔الہ آباد عدالت عالیہ میں روایت یہ ہے کہ عام طور پر کورٹ ماسٹر یا کورٹ کے بینچ سکریٹری کو " بیماری کی پرچی" دی جاتی ہے اور بینچ سکریٹری سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اسے دن کے شروع میں یا اس وقت عدالت کے نوٹس میں لائیں گے جب کیس کو بلایا جاتا ہے اور سماعت کے لئے لیا جاتا ہے ۔ایک بار جب " بیماری کی سلپ" عدالت کے علم میں لائی جاتی ہے، تو روایتی طور پر، کیس ملتوی کر دیا جاتا ہے ۔

ایک عدالت کی " روایات" سالوں کے عرصے میں ججوں اور وکلاء کے مابین تعاون کی عمارت پر تعمیر کی جاتی ہیں ۔" روایات" نظریات، رسم و رواج، رسم و رواج، عقائد اور استعمال ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں. جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے، الہ آباد عدالت عالیہ کی ایک روایت، جو اب 130 سال سے زیادہ پرانی ہے اور وکلا کی کئی نسلوں کو دیکھ چکی ہے، یہ ہے کہ ایک وکیل کی " بیماری سلپ" پر مقدمہ ملتوی کیا جاتا ہے ۔ یہ اور عدالت کی دیگر روایات وکلاء اور ججوں کو باہمی اعتماد اور افہام و تفہیم کے مقدس رشتے میں باندھتی ہیں ۔" بیماری کی پرچی" پر مقدمے کی التوا عدالت کے وکیل کے احترام اور اس کے شعور کی عکاسی کرتی ہے کہ ایک وکیل یا وکیل، اگرچہ عدالت کا ایک افسر ہے، پھر بھی ایک انسان ہے جو بیمار پڑ سکتا ہے. یہ وکیل کے عدالت پر اعتماد اور اعتماد کی بھی عکاسی کرتا ہے کہ عدالت ان کی " بیماری کی پرچی" پر کیس ملتوی کرے گی ۔

مدعا علیہان کی جانب سے یہ دلیل دی جاتی ہے کہ التوا کی سہولت وکیل کو اس بنیاد پر دستیاب ہے ۔" بیماری کی سلپ" ایک ایسی سہولت ہے جس کا زیادہ سے زیادہ غلط استعمال کیا گیا ہے، یہاں تک کہ ایک بار حاصل ہونے والے عبوری احکامات صرف " بیماری کی پرچی" پر طویل عرصے تک جاری رہے ہیں اور لہذا اس بنیاد پر التوا کی سہولت کو ختم کیا جانا چاہئے تاکہ مدعی جس کا وکیل بیمار ہو گیا ہو، متبادل انتظام کر سکتے ہیں اور کیس کی سماعت متاثر نہیں ہو سکتی ہے ۔ یہ بات شاذ و نادر معاملوں میں درست ہو سکتی ہے اور اس صورت حال میں جج 'بیماری کی سلپ' پر عمل نہیں کریں گے، اگر آرڈر شیٹ پر نظر ڈالنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سہولت کا غلط استعمال کیا گیا ہے یا اس کا غلط استعمال کیا گیا ہے ۔ الگ الگ مثالیں اس عظیم روایت کے لیے تباہ کن نہیں ہوں گی ۔مزید برآں، اس ملک میں مدعی عام طور پر غریب (کسان) ہوتے ہیں جو دیہی علاقوں سے آتے ہیں یا وہ سرکاری، نوکر یا کسی صنعتی ادارے یا اسی طرح کے دیگر اداروں میں کام کرنے والے ہوتے ہیں اور وہ کسی

دوسرے وکیل کی خدمات حاصل کرنے کے عیش و آرام کے متحمل یا انتظام نہیں کر سکتے ہیں۔ یہ استحقاق صرف مرکزی یا ریاستی حکومتوں کو حاصل ہے جن کے پاس نہ صرف اسٹینڈنگ کونسل بلکہ اسٹینڈ بائی وکیل (پینل وکیل) بھی ہیں اور اس لئے صرف ریاستی وکیل ہی "بیماری سلپ" پر التوا کو ختم کرنے کی درخواست کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں، جسے ہم مضحکہ خیز اور نامناسب قرار دے کر مسترد کرتے ہیں۔

اپیل کنندہ کے وکیل نے چیف جسٹس کو درخواست دی تھی کہ بیماری کی وجہ سے وہ ایک مخصوص مدت تک اپنے مقدمات نہیں چلا سکیں گے اور درخواست کو 23 اپریل 1996 تک کی مدت کے لئے منظور کیا گیا تھا۔ یہ کیس چھٹی کی مدت ختم ہونے کے اگلے ہی دن درج کیا گیا تھا۔ اس دن چونکہ وکیل کی طبیعت اب بھی ٹھیک نہیں تھی اس لیے انہوں نے ایک " بیماری کی پرچی" بھیجی جو بدقسمتی سے عدالت کے علم میں نہیں لائی گئی جس کے نتیجے میں عدالت نے کیس کے میرٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے عرضی درخواست خارج کر دی۔ چونکہ چیف جسٹس کی جانب سے 23 اپریل 1996 تک وکیل کو غیر حاضری کی چھٹی دی جا چکی تھی، اس لیے یہ بات بالکل قابل فہم ہے کہ 24 اپریل 1996 کو جب کیس درج کیا گیا تو وکیل کی طبیعت اب بھی خراب تھی اور وہ عدالت میں نہیں آسکتے تھے، اس لیے وہ اعلیٰ اور اعلیٰ روایت کے مطابق کیس نہیں چلا سکتے تھے۔ اس وکیل کی " بیماری کی سلپ" پر سماعت ملتوی کی جانی چاہیے تھی۔ ایسا نہ کرنے کے نتیجے میں انصاف کی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر ہم اس اپیل کی منظوری دیتے ہیں، 24.4.1996 کے فیصلے اور حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں جس کے ذریعہ عرضی درخواست کو میرٹ کی بنیاد پر خارج کر دیا گیا تھا، اور ساتھ ہی 27.8.1997 کے فیصلے اور حکم کو بھی کالعدم قرار دیتے ہیں جس کے ذریعہ اس حکم کو واپس لینے کی درخواست مسترد کر دی گئی تھی۔ ہم فریقین کے وکیل کو سماعت کا موقع دینے کے بعد قانون کے مطابق عرضی درخواست کے نئے فیصلے کے لئے کیس کو دوبارہ عدالت عالیہ کے حوالے کرتے ہیں۔ اخراجات کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا جائے گا۔

وی۔ ایم

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:20
I am the author of this
document